بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۱۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹	۲۶ صلح ۱۳۴۴ ہش — ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ — ۲۶ جنوری ۱۹۶۵ء	نمبر ۲۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۵ جنوری بوقت ۹ بجے صبح

پرسوں حضور کو کچھ زکام کی تکلیف رہی۔ کل بفضلہ تعالیٰ طبیعت اچھی رہی

اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے الحمد للہ

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کامل ایمان اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت کے حصول کا حتمی و یقینی ذریعہ

انسان اپنے آپ کو ایسا بنالے کہ خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے اَنَا الۡمَوۡجُوۡد کی خود بشارت دے

"یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے یا نہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو ان دلوں سے پردہ اٹھاوے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت میں میسر نہیں آسکتا پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی اس کو خود بشارت دیتا ہے۔ تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلہ یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان اسی دن اس کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جل شانہ اپنے وجود سے اس کو آپ خبر دیتا ہے اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر ان پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ ان کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے بڑھ کر ہوں قبول فرما کر اپنے الہام و کلام کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے۔ تب ان کے دل تسلی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات دیتا ہے۔ اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں ہی سے ہوتا ہے اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اس پر تجلی فرماتا ہے اور اپنی روح اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبولیت دعا کی بشارت دیتا ہے۔" (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

— ربوہ ۲۵ جنوری۔ یکم رمضان المبارک سے مسجد مبارک میں پورے قرآن مجید کے درس کا جو مبارک سلسلہ جاری ہے۔ اس کے تعلق میں کل مورخہ ۲۴ جنوری مطابق ۲۰ رمضان کو محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے سورہ طٰہٰ سے سورہ سجدہ تک اپنے حصہ کا درس مکمل کر لیا۔ آپ نے ۲۰ جنوری سے درس دینا شروع کیا تھا — آج مورخہ ۲۵ جنوری مطابق ۲۱ رمضان المبارک سے محترم مولوی ظہور حسین صاحب سورۃ احزاب سے درس شروع کر رہے ہیں۔ آپ کا درس ۲۵ رمضان المبارک تک جاری رہے گا اور آپ سورہ ق تک درس مکمل کریں گے — ۱۶ رمضان المبارک سے مسجد مبارک میں نماز فجر کے بعد محترم سید محمود احمد صاحب ناصر بخاری شریف کا درس دے رہے ہیں۔

— ربوہ ۲۵ جنوری۔ مورخہ ۲۰ رمضان المبارک کی صبح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں مسجد مبارک میں اعتکاف کی مخصوص عبادت کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ امسال مسجد مبارک میں مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے ۷۲ احباب اعتکاف بیٹھے ہیں اسی طرح مسجد کے اس حصہ میں جو خواتین کے لئے مخصوص ہے اعتکاف بیٹھنے والی خواتین کی تعداد ۳ ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب بھائیوں اور بہنوں کا اعتکاف قبول کرے اور اس کی عظیم الشان برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین

— ربوہ ۲۵ جنوری۔ محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت جو گزشتہ جمعرات کے روز لاہور سے یہاں تشریف لائے تھے، کل صبح نماز فجر کے بعد بذریعہ موٹر کار لاہور واپس تشریف لے گئے۔ جہاں آج آپ مورخہ ۲۵ جنوری کو بذریعہ ہوائی جہاز ہیگ روانہ ہو رہے ہیں۔ کل نماز فجر کے بعد مسجد مبارک میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے محترم چوہدری صاحب موصوف کے بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچنے نیز ملک و قوم اور اسلام کی بیش از بیش خدمات بجا لانے کی توفیق عطا ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد جملہ احباب نے باری باری محترم چوہدری صاحب موصوف سے مصافحہ کر کے آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اور آپ کو اسلام، قوم و ملک کی بڑھ چڑھ کر خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۶ جنوری ۶۵ء

اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو ماننے کا دعوےٰ کرتے ہیں وہ بظاہر تو یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ہمکلام ہوا ہے۔ چنانچہ آریہ بھی جو روح اور مادہ کو بھی ازلی و ابدی مانتے ہیں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ چار وید شروع ہی میں چار رشیوں پر نازل ہوئے تھے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جب یہ دنیا پیدا ہوئی تو اسی وقت پرمیشر نے چاروں رشیوں کو ویدوں کا علم بھی دے دیا۔ اب اللہ تعالیٰ کا کلام کسی پر نازل نہیں ہوتا۔

یہ عقیدہ صرف آریوں کا ہی نہیں ہے کہ جن کتب کو وہ آسمانی مانتے ہیں ان کے بعد کسی وحی یا الہام کو جائز نہیں سمجھتے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اصول ہر قوم پر لگتا ہے کہ جب کوئی عظیم الشان نبی اللہ اس میں نازل ہوا اس کے بعد اس کے ماننے والے آئندہ وحی اور الہام کے منکر ہو گئے ہیں۔ بہت سی اقوام نے اس طرح اپنے نبی کو انسان سے اٹھا کر خود خدا ہی بنا لیا ہے دنیا میں بُت پرستی اس طرح شروع ہوئی ہے کہ ایک بندۂ حق نے اللہ تعالیٰ سے مدد پا کر جو زمانہ کے حالات کے مطابق معجزات دکھائے تو بعد میں آنے والی نسلوں نے ان معجزات میں مبالغہ کر کے خود معجزات لانے والوں ہی کو خدائی صفات دیدیں۔ چنانچہ مہاتما بدھ حضرات رام و کرشن اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کیساتھ یہی ہوا۔ حالانکہ یہ لوگ بشر ہی تھے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا تھا۔ اور اسی کلام کی وجہ سے انہوں نے وہ کارہائے عظیم سرانجام دئے جو مبالغہ کے ساتھ ایسے معجزات بن گئے جن کی وجہ سے انہیں خدائی صفات سے متصف کر دیا گیا۔

مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی پیدا ہو جاتا رہا ہے کہ اب کوئی بشر وحیٔ الٰہی کا حامل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال دی گئی ہے کہ آپ کے بعد لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ

لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولا۔

کہ اب اللہ تعالیٰ کسی کو ان کے بعد رسول بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔ پھر سورۂ جن میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے کہ لن یبعث اللہ احدا یعنی اللہ تعالیٰ کسی کو مبعوث نہیں کریگا۔

یہ ایک مرض ہے جو تقریباً ہر نبی کے بعد اس کے ماننے والوں کو لگ جاتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بعد میں کوئی اللہ تعالیٰ کا رسول آیا تو لوگوں نے اس کے ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ اور وہ یہ سمجھنے سے عاری ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر پہلے کسی وقت کلام کیا تھا تو اب بھی کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا کی تمام اقوام کو یہی مرض لگا ہوا ہے اور یہ مرض اس قدر مزمن ہو چکا ہے کہ اب اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کو ایک عجوبہ خیال کیا جاتا ہے بہت سے لوگ تو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی ہی کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے کبھی کلام نہیں کرتا اور نہ وہ بندوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس نے چند اصولوں کے مطابق اس کارخانۂ کائنات کو چلتا کر دیا ہے اور کارخانہ انہی لگے بندھے اصولوں کے مطابق چلا جا رہا ہے۔ بعض دوسرے لوگ یہ تو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پہلے بندوں سے باتیں کرتا رہا ہے مگر انہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا ہے کہ اب وہ کسی سے ہمکلام نہیں ہوتا۔ یہ عقیدہ اتنا پھیل گیا ہے کہ مسلمان بھی اب اسی عقیدہ کو اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔

حالانکہ قرآن کریم اور احادیثِ نبوی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندوں سے کلام کرتا رہا ہے اور ہمیشہ کرتا رہے گا۔ کیونکہ وجود باری تعالیٰ کا یہی ایک یقینی ثبوت ہے +

مخالفت

ہمارے شہر میں ایک نامی گرامی پہلوان ہوتے تھے۔ جسم و جثہ کے لحاظ سے تو وہ کوئی اتنے قدو قامت کے انسان نہیں تھے مگر فنِ کشتی میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے اور پہلوانی ... داؤ پیچ میں ان کا ثانی نہیں تھا اسلئے وہ چھوٹے اور بڑے پہلوانوں کے درمیان حد فاصل سمجھے جاتے تھے۔ کوئی نیا پہلوان اُٹھتا اور کسی بڑے پہلوان کو چیلنج کرتا تو اس کے لئے لازمی ہوتا کہ وہ پہلے ہمارے شہر کے ان پہلوان سے کشتی لڑ کر دکھائے جن کا ذکر ہم نے کیا ہے اگر وہ ان سے برابر بھی رہ جاتا تو پھر بھی اس کا حق بڑے پہلوانوں کو چیلنج کا ہو جاتا۔

اسی طرح آج اگر کوئی عالم دین جو بزعم خو اسلام کی خدمت کے لئے مشہور ہونے کا ارادہ و عزم کرتا ہے تو سب سے پہلے بجائے کیوں وہ جماعتِ احمدیہ سے پنجہ آزمائی کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے لے کر مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر تک سینکڑوں ہزاروں مولوی صاحبان بلکہ بعض مسٹر صاحبان بھی یہی پارٹ ادا کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں اور بڑے بڑے اہل علم حضرات اس طریقے سے شہرت دوام کا سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہیں تاہم یہ بھی نصف النہار کے سورج کی طرح ایک چمکنے والی حقیقت ہے کہ ان امتحانوں اور طوفانوں نے جماعت احمدیہ کے لئے ہمیشہ کھاد ہی کا کام دیا اور دنیا کے لئے سامانِ عبرت ہی بہم پہنچایا ہے۔

جماعتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے کام میں جو ہم علیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا ہے روز بروز ترقی کی منازل طے کرتی ہی چلی گئی ہے۔ ہمیں اپنے ان مہربانوں سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ الٰہی جماعتوں کے مخالفین بھی ایک طرح سے مامور ہی ہوتے ہیں اور بہت سے مسائل ان کی مدد کے بغیر شاید صاف نہ ہو سکتے اور مجمل اور مجہول ہی رہ جاتے۔ مثلاً اگر بعض دوست نبوت اور وفاتِ مسیح کا مسئلہ نہ چھیڑتے تو ان مسائل کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور ہمارے عقائد پردۂ اخفا ہی میں پڑے رہتے اور وہ وضاحتیں نہ ہو سکتیں جو معترضین کے اعتراضات کی وجہ سے ہو گئی ہیں۔ نہ تو امتی نبوت کی حقیقت کھلتی اور نہ حیاتِ مسیح کے نقصانات جو اسلام کو پہنچ سکتے ہیں واضح ہوتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کی ۷۵ سالہ زندگی میں تقریباً ہر قسم اور ہر رنگ کے اعتراضات ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مخالفین نے کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان تمام اعتراضات سے عہدہ برآ ہونے میں پوری طرح کامیاب ثابت ہوئی ہے اس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے اور آپ کے حریف یقیناً اپنے کاموں میں آپ کے مقابلہ میں ناکام ہونے کی وجہ سے گویا ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکے ہیں +

دامن میں بھر کے پھول لئے جا رہے ہیں ہم

بُت خانوں میں اذان دیئے جا رہے ہیں ہم
باطل کو حق پرست کئے جا رہے ہیں ہم

ہے زہر یا شراب کسے ہوش ساقیا
جو تو پلا رہا ہے پئے جا رہے ہیں ہم

تیرے بغیر ہم جو جئے بھی تو کیا جئے
جیتے ہیں اس لئے کہ جئے جا رہے ہیں ہم

کٹتے ہیں رات دن تری پلکوں کی یاد میں
یوں اپنے دل کے زخم سئے جا رہے ہیں ہم

آئے تھے سیر کے لئے تو یہ باغ میں
دامن میں بھر کے پھول لئے جا رہے ہیں ہم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

تین نادر و نایاب مکتوب

کافی عرصہ گزرا میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی نادر و نایاب غیر مطبوعہ تحریریں الفضل میں شائع کرانے کا سلسلہ شروع کیا تھا لیکن میری بیماری کی وجہ سے یہ درمیان میں ہی رہ گیا۔ اب چند سال ہوئے (غالباً ۱۹۶۱ء کے رمضان کی ستائیسویں تاریخ کو) مجھے سیالکوٹ جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں پر مجھے عزیزم مرزا محمد حیات صاحب مالک دواخانہ رفیق حیات سے حضرت اقدسؑ کے چند خطوط کی نقول ملیں۔ حضرت اقدسؑ کے قدیم صحابی حضرت شیخ حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پورہ ریاست کپورتھلہ کی تحریر کردہ تھیں۔

میں یہ نادر و نایاب تحریریں افادۂ احباب کے لئے الفضل میں شائع کرانا چاہتا ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ احباب سے میں اپنی صحت کے لئے بھی درخواست کرتا ہوں۔ سردست حضور علیہ السلام کے تین خطوط درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ جو کہ حضور نے اپنے قدیم اور مخلص صحابی حضرت منشی رستم علی صاحب رضؓ کے نام تحریر فرمائے تھے:۔ (خاکسار ملک فضل حسین احمدی مہاجر از ربوہ)

(۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۳/۱۴ فروری ۱۸۸۸ء کی گزشتہ رات میں مجھے آپ کی نسبت دو ہولناک خوابیں آئی تھیں جن سے ایک سخت ہم و غم و مصیبت معلوم ہوتی تھی۔ میں نہایت وحشت و تردد میں تھا کہ یہ کیا بات ہے اور غنودگی میں ایک الہام بھی ہوا کہ جو مجھے بالکل یاد نہیں رہا۔ چنانچہ کل سندر داس کی وفات اور انتقال کا خط پہنچ گیا انا للہ وانا الیہ راجعون معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی غم تھا جس کی طرف اشارہ تھا۔ خدا تعالےٰ آپ کو صبر بخشے ؎

ترا با ہر کہ رو در آشنائی است

قرار کار آخر بر جدائی است

ز فرقت برد لے بارے نباشد

کہ با میرندہ اش کارے نباشد

مجھے کبھی ایسا موقعہ چند مخلصانہ نصائح کا آپ کے لئے نہیں ملا جیسا آج ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی ایمان جو ہمیں سب سے زیادہ پیارا ہے۔ وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں۔ اللہ جل شانہ مومن کی علامت یہ فرماتا ہے۔

والذین آمنوا اشد حباً للہ

یعنی جو مومن ہیں وہ خدا سے بڑھ کر کسی سے دل نہیں لگاتے۔ محبت ایک خاص حق اللہ جل شانہ کا ہے جو شخص اس کا حق دوسرے کو دے گا وہ تباہ ہوگا۔ تمام برکتیں جو مردانِ خدا کو ملتی ہیں۔ تمام قبولیتیں جو ان کو حاصل ہوتی ہیں کیا وہ معمولی وظائف سے یا معمولی نماز روزہ سے ملتی ہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ توحید فی المحبت سے ملتی ہیں۔ اسی کے ہو جاتے ہیں۔ اسی کے ہو رہتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے دوسروں کو اس کی راہ میں قربان کرتے ہیں۔ میں خوب اس درد کی حقیقت کو پہنچتا ہوں جو ایسے شخص کو ہوتا ہے کہ یک دفعہ وہ ایسے شخص سے جدا کیا جاتا ہے۔ جس کو وہ اپنے قالب کی گویا جان جانتا ہے۔ لیکن مجھے زیادہ غیرت اس بات میں ہے کہ کیا ہمارے حقیقی پیارے کے مقابل پر کوئی اور ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ سے میرا دل یہ فتوے دیتا ہے کہ غیر سے مستقل محبت کرنا (جس سے الٰہی محبت باہر ہے) خواہ وہ بیٹا ہو یا دوست کوئی ہو ایک قسم کا کفر اور کبیرہ گناہ ہے۔ جس سے اگر نعمت و رحمت الٰہی تدارک نہ کرے تو سلب ایمان کا خطرہ ہے۔ سو آپ یہ اللہ جل شانہ کا احسان سمجھیں کہ اس نے اپنی محبت کی طرف آپ کو بلایا ہے۔

عسٰی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسٰی ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون

اور نیز ایک جگہ فرماتا ہے جل شانہ وعز اسمہ

ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ واللہ بکل شیء علیم۔

یعنی کوئی مصیبت بغیر اذن اور ارادہ الٰہی کے نہیں پہنچتی اور جو شخص ایمان پر قائم ہوا خدا اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ یعنی صبر بخشتا ہے۔ اور اس مصیبت میں جو مصلحت و حکمت تھی وہ اسے سمجھا دیتا ہے۔ اور خدا کو ہر ایک چیز معلوم ہے۔ میں انشاء اللہ آپ کے لئے دعا کروں گا۔ اور اب بھی کئی دفعہ کی ہے۔ چاہیئے کہ سجدہ میں روز دن رات کئی دفعہ یہ دعا پڑھیں۔

یا احب من کل محبوب اغفرلی ذنوبی وادخلنی فی عبادک المخلصین۔۔ آمین والسلام

مرزا غلام احمد ۱۵ فروری ۱۸۸۸ء

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کے ساتھ ربط ملاقات پیدا کرنے سے فائدہ یہ ہے کہ اپنی زندگی کو بدلا دیا جاوے تا عاقبت درست ہو۔ سندر داس کی وفات کے زیادہ غم سے آپکو پرہیز کرنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کا ہر ایک کام انسان کی بھلائی کے لئے ہے۔ گو انسان اس کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کے بعد بیعت لینا شروع کی۔ تو اس بیعت میں یہ داخل تھا کہ اپنا حقیقی دوست خدا تعالےٰ کو ٹھہرایا جاوے۔ اور اس کے ضمن میں اس کے نبی اور درجہ بدرجہ تمام صلحاء کو۔ اور بغیر خلت دینی کے کسی کو دوست نہ سمجھا جاوے۔ یہی اسلام ہے جس سے آج کل لوگ بے خبر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

والذین آمنوا اشد حباً للہ

یعنی ایمان داروں کا کامل دوست خدا ہی ہوتا ہے وبس۔ جس حالت میں انسان پر بجز خدا تعالےٰ کے اور کسی کا حق نہیں تو اس لئے خالص دوستی محض خدا تعالےٰ کا حق ہے۔ صوفیا کو اس میں اختلاف ہے کہ جو شخص غیر سے اپنی محبت کو عشق پہنچاتا ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے اکثر یہی کہتے ہیں کہ اس کی حالت حکم کفر کا رکھتی ہے گو احکام کفر کے اس پر صادر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بباعث بے اختیاری مرفوع القلم ہے تاہم حالت اس کی کافر کی صورت میں ہے کیونکہ عشق اور محبت حق اللہ جل شانہ کا ہے۔ اور وہ بد دیانتی کی راہ سے خدا تعالےٰ کا حق دوسرے کو دیتا ہے اور یہ ایک ایسی صورت ہے۔ جس میں دین و دنیا دونوں کے وبال کا خطرہ ہے۔ ابراہیمؑ نے اپنے پیارے بیٹوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اپنی بیٹیں خدا تعالےٰ کی راہ میں دیں۔ تا توحید کی حقیقت حاصل ہو۔ سو میں آپ کو خالصاً للہ نصیحت دیتا ہوں کہ آپ اس حزن و غم سے دستکش ہو جائیں اور اپنے محبوب حقیقی کی طرف رجوع کریں۔ تا وہ آپ کو برکت بخشے اور آفات سے محفوظ رکھے والسلام

مرزا غلام احمد از قادیان یکم مارچ ۱۸۸۸ء

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا انشاء اللہ القدیر آج سے آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ مگر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے یہ بات نہایت صحیح ہے کہ بندہ جب کسی قدر غافل ہو جاتا ہے اور بے باکی سے کوئی کام کرتا ہے یا کسی معصیت میں گرفتار ہوتا ہے تو رحمت کے طور پر تنبیہ الٰہی اس پر نازل ہوتی ہے۔ پھر وہ جب سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے۔ تو کبھی وہ تنبیہ ساتھ ہی دور کی جاتی ہے۔ اور کبھی اس کو کامل متنبہ کرنے کے لئے وہ تنبیہ بھی رہتی ہے۔ سو خطرات فاسدہ یا اعمال نامرضیہ سے بصدق دل توبہ کرنا اعادۂ رحمت الٰہی کے لئے بہت ضروری امر ہے الحمد للہ والمنۃ کہ خود آپ کے دل کو اس طرف رجوع ہو گیا۔ خدا تعالےٰ اس رجوع کو ثابت رکھے۔ خدا تعالےٰ سے بہرحال ڈرتے رہنا اور اس کے غضب کے اشتعال سے پرہیز کرنا بڑی عقلمندی ہے۔ دنیا گزشتنی گزاشتنی اور جذبات نفسانی بدنام کنندہ چیزیں ہیں۔ اور انسان کی تمام سعادت مندی اور دنیا و آخرت کی سلامتی خوف الٰہی اور اطاعت احکام الٰہی میں ہے۔ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور آنکھیں دقیق بین اور باریک رس ہیں۔ وہ اسی پر راضی ہوتا ہے جو اس سے خائف و ہراساں رہے۔ اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو بے باکی کا کام ہو اللہ جل شانہ آپ کو سچی اطاعت کی توفیق بخشے۔ مناسب ہے کہ اگر بطور ابتلا کوئی دوسری صورت پیش بھی آ جائے تو ہمت بے قرار نہ ہونا اللہ جل شانہ تغیر حالات پر قادر ہے۔ اور دعا بدستور آپ کے لئے کی جائے گی۔ میری دانست میں اس موقعہ پر استعلام امور غیبیہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ اس کی جگہ تضرع اور استغفار چاہیئے۔ والسلام

مرزا غلام احمد از قادیان ۱۰ اکتوبر ۱۸۸۸ء

شذرات

شیخ خورشید احمد

منکرینِ خلافت کا سالانہ جلسہ

دسمبر کے آخری عشرہ میں منکرینِ خلافت کا بھی جلسہ سالانہ بقول پیغام صلح "احمدیہ بلڈنگس کے محدود حلقہ میں" منعقد ہوا بلکہ ابکے تو انہوں نے اپنے اس جلسہ کے موقعہ پر خلافت سے روگردانی کرنے، مرکز سے علیحدہ ہونے اور اپنے پہلے عقائد سے منحرف ہونے کی "پچاس سالہ گولڈن جوبلی" بھی منائی ہے۔

● ——— "پیغام صلح" نے لکھا ہے کہ اس موقع پر بہت سے "ایمان افروز مناظر" دیکھنے میں آئے۔ جو اصحاب ان کے جلسہ گاہ کے طول و عرض سے واقف ہیں وہ بخوبی ان "ایمان افروز مناظر" کی حقیقت و وسعت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

● ——— پیغام صلح نے اپنے مردانہ جلسہ کی حاضری کا تو ابکے سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں کیا البتہ زنانہ جلسہ کے متعلق بتایا ہے کہ:-

"ہال کی وسعت کے باوجود تمام خواتین اس میں سما نہ سکیں"

اس سے معلوم یہی ہوتا ہے کہ ان کی مردانہ جلسہ گاہ "گولڈن جوبلی" کے باوجود حاضرین سے پُر نہیں ہو سکی۔

● ——— اپنے اس جلسہ کے سلسلے میں پیغام صلح نے "تین اور کمرے" اور "زنانہ گیلری کے ساتھ ایک اور گیلری" کی تعمیر کا بھی ذکر کیا ہے اور اس تعمیر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وسع مکانک کے پورا ہونے کا ایک ثبوت قرار دیا ہے۔

گذشتہ پچاس برس میں پہلے قادیان میں اور اب ربوہ میں جو ہزارہا عظیم الشان نئی عمارتیں تعمیر ہوئی ہیں اور جن میں جلسہ سالانہ کے مہمان آ کر ٹھہرتے ہیں وہ تو گویا پیغام صلح کے نزدیک الہام وسع مکانک کے پورا ہونے کا ثبوت نہیں ہیں البتہ اگر احمدیہ بلڈنگس میں پچاس برس بعد تین کمرے اور ایک گیلری تعمیر ہو جائے تو اسکے نزدیک یہ الہام پورا ہو جاتا ہے!!

● ——— اس جلسہ کی افتتاحی تقریر میں ان کے امیر مولوی صدر الدین صاحب نے بعض ایسی باتیں بھی بیان کی ہیں جو ان لوگوں کے اپنے گزشتہ اقوال کی تردید کرتی ہیں مثلاً انہوں نے کہا:-

"ابتدا میں جماعت کے دو ٹکڑے کبھی نہیں ہوئے تھے کیونکہ جماعت کو علم ہی نہ ہوا تھا کہ میاں صاحب بالاتفاق خلیفہ منتخب نہیں ہوئے۔

اُس وقت دو یا اڑھائی آدمی قادیان سے یہاں چلے آئے لاہور کے چار پانچ دوست اور چند ایک بیرونجات کے اصحاب ان کے ساتھ مل گئے اور اس انجمن کی بنیاد ڈالی"۔

"چھ سات آدمی تھے جنہوں نے اس انجمن کی بنیاد ڈالی ہم قادیان سے یہاں کوئی جماعت لے کر نہیں آئے تھے"۔

(پیغام صلح ۶۔ جنوری سنہ ۶۵ء)

مولوی صدر الدین صاحب کا یہ بیان دراصل اپنی گزشتہ پچاس سالہ ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کی ایک نئی کوشش ہے ورنہ اگر یہ واقعی درست ہے کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں صرف "دو یا اڑھائی آدمی" خلافت سے روگردانی اختیار کر کے لاہور چلے گئے تھے تو ہمیں بتایا جائے کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں پیغام صلح نے یہ کیوں لکھا تھا کہ

ا۔ "مؤیدینِ خلافت کی تعداد کہنے کو تو دو ہزار بتائی جاتی ہے لیکن دراصل اس قدر کم ہے کہ ان کی تعداد چالیس مومن تو ایک طرف رہے دس کے ہندسہ تک بھی نہیں پہنچ سکتی"۔

(پیغام صلح ۱۹۔ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء)

ب:- "پانچ لاکھ آدمیوں میں سے دسواں حصہ بھی ایسا نہیں دکھایا جا سکتا جس نے انہیں خلیفہ اور مطاع تسلیم کیا ہو"۔

(پیغام صلح ۲۱۔ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء)

ظاہر ہے کہ مولوی صدر الدین صاحب کے بیان اور پیغام صلح کے مندرجہ بالا اعلان میں سے ایک بہرحال ضرور غلط ہے اب یہ پیغام صلح ہی بتا سکتا ہے کہ اس نے آج سے پچاس برس قبل جھوٹ بولا تھا یا اس کے "امیر ایدہ اللہ" آج غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں!۔

● ——— اس موقع پر ان لوگوں نے "لاہور سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر مسلم ٹاؤن کے قریب" "اپنی ایک" "کالونی" "قائم کرنے کی بھی کوشش شروع کی ہے۔ گویا جس امر کی ضرورت و اہمیت کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی متعنا اللہ بطول حیاتہٖ کی فراست اور دوربینی نے آج سے پچاس برس قبل محسوس کر لیا تھا اور جس کے مطابق حضور نے قادیان اور ربوہ میں عظیم الشان مراکز قائم فرمائے اسے آج پورے پچاس برس بعد منکرینِ خلافت نے بھی محسوس کر لیا ہے ——— بالفاظِ دیگر ان کی یہ کوشش بھی دراصل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اولوالعزمی اور بالغ نظری کا ہی ایک عملی اعتراف ہے جس کی توفیق انہیں پورے پچاس برس بعد ملی ہے لیکن ہمارے ان بچھڑے ہوئے دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محض نقل کرنے سے اُس تائیدِ ربانی کو حاصل نہیں کیا جا سکتا جو ازل سے مقربانِ الٰہی کیساتھ مخصوص ہے۔

بھارت کا تعلیم یافتہ طبقہ اور گاؤکشی

بھارت میں ایک فنی جریدہ "انڈین ڈیری مین" شائع ہوتا ہے اس کے ماہ اکتوبر کے شمارہ میں سے کے سی سین ریٹائرڈ ڈائریکٹر ڈیری ریسرچ کے ایک مضمون زیرِ عنوان "دودھ کی پیداوار اور دیہات میں ڈیری کی ترقی کے بعض پہلو" کے ایک حصّہ کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے جس میں مضمون نگار نے گاؤکشی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے مضمون نگار لکھتا ہے:-

"ہمارے لئے سب سے مشکل کام ان تعصّبات کا مقابلہ ہے جو صدیوں سے نسلاً بعد نسلٍ ہمارے عوام میں منتقل ہو رہے ہیں۔ گاؤکشی کے بارے میں جذباتی نظریات کبھی ماضی میں مفید رہے ہوں تو عجب نہیں مگر آجکل انہیں نئے سرے سے ہوا دینا شر پسندی کے سوا اور کچھ نہیں۔

ناکارہ مویشیوں یا گایوں کی جنگلی اقسام کی موجودگی سے ہمارے زرعی وسائل پر جو بار پڑتا ہے اسکی وجہ سے ہر سمجھدار کاشتکار ایسے مویشیوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہے گا اور کبھی بھولے سے یہ نہیں سوچے گا کہ انہیں کون لے جاتا ہے اور کس مصرف میں لاتا ہے۔ ڈیری اور پرورش حیوانات کے ماہرین کی دیانتدارانہ رائے یہی ہے کہ بوڑھے، بیمار اور ناکارہ مویشیوں کو ختم کر دینا ہی بہتر ہے تاکہ ان کی جگہ جوان، تندرست اور کارآمد جانور رکھے جا سکیں۔ ایسے غیر منفعت بخش جانوروں کے لئے منڈی پیدا کرنا بے حد ضروری ہے اور اربابِ حکومت کا فرض ہے کہ وہ جدید ترین مشینوں سے آراستہ مذبح خانے قائم کریں جہاں سے گوشت کو محفوظ کر کے دوسرے ممالک میں بھجوانے کا انتظام ہو"۔

"دودھ کی پیداوار اور دیہات میں ڈیری کی ترقی کے بعض پہلو"

از کے۔ سی سین۔ ریٹائرڈ ڈیری ڈائریکٹر۔ ڈیری ریسرچ

("انڈین ڈیری مین"

جلد ۱۶، شمارہ ۱۰، اکتوبر سنہ ۶۴ء

صفحہ ۳۲۹ - ۳۳۳)

یہ اقتباس دراصل بھارت کے نئے تعلیم یافتہ طبقہ کے خیالات کی عکاسی کرتا ہے اور اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ بھارت میں جہاں صدیوں سے گائے کے ساتھ تقدس کے غیر معمولی مذہبی جذبات وابستہ چلے آتے ہیں اور جہاں پر مسلمانوں کے بالمقابل آج ان جذبات پر خاص زور دیا جاتا ہے وہاں کے نئے تعلیم یافتہ حلقوں کے خیالات میں کس طرح ایک عظیم انقلاب بپا ہو رہا ہے کیا آج سے چند برس قبل کوئی یہ قیاس بھی کر سکتا تھا کہ بھارت جیسے ملک میں خود بعض ہندو گائے کے ساتھ وابستہ مذہبی جذبات و عقائد کے خلاف یوں آواز اُٹھانے پر آمادہ ہو جائیں گے ——— یہ بغاوت دراصل فطرت کی ایک آواز ہے جو خلافِ فطرت عقائد کے خلاف جلد یا بدیر بلند ہو کر رہتی ہے۔

پھر بھی جتنی جماعت ہے میری بیعت میں

باندھ لو ساروں کو تم مکر کی زنجیروں میں

پھر بھی مغلوب رہوگے میرے تا یوم البعث

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

(کلام محمود)

غلط فہمیاں دُور کرنے کا سامان

احمدیت سے متعلق لوگوں کے دلوں میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ ان غلط فہمیوں کے دُور کرنے کا بڑا ذریعہ یہی ہے لوگوں کو احسن طور پر احمدیت سے روشناس کرایا جائے۔

آپ دوسرے احباب کے نام الفضل کا روزانہ پرچہ یا خطبہ نمبر جاری کروا کر انہیں احمدیت سے روشناس کرا سکتے ہیں اور ان غلط فہمیوں کے دُور کرنے کا سامان کر سکتے ہیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

عملی روحانی ٹریننگ حاصل کرنیکا مبارک مہینہ

از ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ربوہ

کسی کام میں کامیابی کے لئے لازمی ہے۔ کہ اس کے تمام پہلوؤں پر خوب غور و خوض کر کے اسے شروع کیا جائے اور پھر وہ تمام طریقے اختیار کئے جائیں جو کامیابی تک پہنچاتے ہیں۔ سب سے پہلے صحیح احساس اور عزم ہے۔ اس کے بعد کامیابی کے تمام مخصوص طریقوں میں ٹریننگ حاصل کرنا ہے۔ آخر میں ان تمام طریقوں کو دیانت، استقلال اور متواتر محنت سے بروئے کار لانا ہے۔ تب یہ تینوں چیزیں مل کر اعمال صالحہ پر منتج ہوتی ہیں۔ ٹریننگ کے لئے ریاضت اور مشقت کرنی پڑتی ہے۔ خواہ وہ قانون شریعت کے ماتحت ہو یا قانون قدرت کے۔ اور دونوں کے طریقے بھی وہی ہوتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ اوّل الذکر میں عامل عمل خدا کا حکم مان کر کرتا ہے اور اس میں کامیابی کا بھروسہ بھی اُسی کی ذات پر رکھتا ہے۔ لیکن ثانی الذکر میں کامیابی کو محض طبعی قانون کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے جن قوموں نے ان اصولوں پر عمل کیا۔ وہ کامیاب و کامران ہوگئیں۔ لیکن جنہوں نے غفلت برتی اور ان اصولوں سے اعراض کیا وہ صفحۂ ہستی پر چمک برق کی طرح نمودار ہوئیں (کیونکہ ان کی اٹھان محض جذباتی تھی) اور پھر کالعدم ہوگئیں۔ مسلمانوں کے لئے جو اس وقت زندگی کی ایک کٹھن کشمکش میں سے گذر رہے ہیں اس حقیقت میں سبق بصیرت ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ وہ اس طرف توجہ ہی نہیں کرتے (سوائے اس کے جہاں اُن کی اپنی غرض ہو) وجہ یہ ہے کہ وہ کامیابی کے طریقوں کو اختیار کرنے کی بجائے بالکل الٹ کر رہے ہیں اور عموماً عبادات بھی رسمًا بجالاتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ یہ آج انہیں پہلے کی طرح بام اَوج تک نہیں پہنچاتیں کیونکہ عبادات کی غرض انفرادی اور ملّی طور پر انسان کو اپنے معبود حقیقی سے واصل کرنا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ دینی اور دنیوی نعماء کا وارث بن جاتا ہے۔

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں جو ۱۳ر جنوری کے الفضل میں شائع ہوئے ہیں بعض کمزوریوں کے جو موجودہ مسلمانوں کی ترقی میں روک ہیں خصوصًا رمضان کے مہینہ میں دُور کرنے کے طریقے درج کئے جاتے ہیں۔ اگر ان پر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے تو انشاء اللہ کامیابی حاصل ہوگی۔ لیکن یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ حقیقی کامیابی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی آتی ہے اور وہی اس کے حاصل کرنے کے گُر اپنے مامور کے ذریعہ لوگوں کو بتاتا ہے جنہیں آج مغرب کی اقوام اپنا کر حیرت انگیز ترقی کر رہی ہیں۔ اور مسلمان فراموش کر کے قعر مذلت میں گر گئے ہیں۔

پس اگر وہ چاہتے ہیں کہ نہ صرف دنیوی ترقی ہی کریں بلکہ اُخروی فلاح بھی پائیں تو انہیں چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے مامور پر ایمان لاکر حقیقی دینداری کی زندگی اختیار کریں۔ کیونکہ کامیابی کے وہ تمام طریقے جو اللہ تعالےٰ نے دین اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل کر دیئے تھے اور جو مسلمانوں نے فی زمانہ فراموش کر دیئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انہیں وہ دوبارہ یاد دلا دیئے گئے ہیں۔ اب یہ ان کا کام ہے کہ اس الٰہی سنت سے فائدہ اٹھائیں لیکن جو لوگ اس طرف آنا چاہتے ہی نہیں یا جو عقیدۃً یا عملاً منافقت اختیار کر رہے ہیں اُن کا خدا ہی حافظ ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۱) حرکت نہ کرنا یعنی عملی اصلاح اور عمل کی طرف قدم نہ بڑھانا۔ یہ چیز مسلمانوں میں اس وقت اس شدت سے پائی جاتی ہے کہ حیرانی ہوتی ہے اور اس کی شناخت ان کی صفائی سے بالکل غفلت، بے اصولے پن اور خیانت وغیرہ کی زندگی سے ہو سکتی ہے۔ یہ برائی اُن میں انفرادی اور اجتماعی طور پر موجود ہے اور ان کی انتہائی بے حسی اور کاہلی پر دال ہے۔ اس کے خود بخود دور کرنے کا تو انہیں کبھی خیال ہی نہیں گزرتا۔ اگر کبھی کوئی خدا کا بندہ نہایت نیک نیتی سے انہیں اس طرف توجہ دلا دے تو بس اس کی شامت ہی آجاتی ہے۔ میں نے شاید ہی کوئی ایسا شخص دیکھا ہوگا جو اپنی کسی کوتاہی، غلطی یا دوسرے بھائیوں کی حق تلفی کرنے پر اعتراف یا معذرت کے لئے تیار ہو سوائے حقیقی دیندار لوگوں کے رمضان کے مہینہ میں اس برائی کو اس طرح دُور کیا جا سکتا ہے۔ روزہ رکھنے کے لئے نیت کی جاتی ہے جس میں ایک عزم پایا جاتا ہے اور جس کے نتیجہ میں آدمی روزہ کے لئے اٹھ جاتا ہے۔ اگر عزم نہ ہو تو جگانے کے دوسرے ذرائع بھی سود مند ثابت نہیں ہوتے۔ ایک ماہ کی ایسی مشق کے بعد اگر اسے سال کے باقیماندہ ایام میں دوسرے کاموں پر بھی ممتد کیا جائے۔ تو انشاء اللہ رفتہ رفتہ بے حسّی دُور ہو کر بظاہر مردہ جسم میں ایک حرکت پیدا ہو جائے گی اور وہ کام کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ کیونکہ حرکت میں برکت ہے۔

اس بے حسّی کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سے مرفع الحالی، تن آسانی و بے کاری ہر قسم کے تکبر اور دوسروں پر تفخر اور بڑائی اور جسمانی و ذہنی نشہ آور اشیاء وغیرہ کا استعمال اور اسی طرح کا لٹریچر مطالعہ کرنا زیادہ تر اثر انداز ہیں۔ رات کو بغیر حقیقی ضرورت کے دیر تک جاگنا اور دن کو سو کر اس کمی کو پورا کرنا بھی اس کی ایک بڑی وجہ ہے۔ لغو کاموں میں حصّہ لینا اور بُری صحبت اختیار کرنا بھی بے حسّی کے موجبات ہیں۔

(۲) کھانا پینا انسان کے حوائج ضروریہ میں شامل ہے لیکن جب وہ ان کے حصول کے لئے جائز طریقے اختیار نہیں کرے گا اور کاہل و سُست ہو کر بیٹھا رہے گا۔ تو یا بھوکا مرے گا۔ یا پھر ناجائز وسائل اختیار کرے گا۔

رمضان المبارک میں جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر اپنے خون پسینہ کی کمائی سے پیدا کردہ اشیاء خورد نی اور نوشیدنی سے ایک معیّن وقت کے لئے دست بردار ہو جاتا ہے تو وہ ناجائز طور پر حاصل کردہ اشیاء کے نزدیک کس طرح جا سکتا ہے۔ اس طرح وہ غربا اور سادہ لوح لوگوں کو اپنی چالوں سے لوٹنے کی بجائے حتی الوسع ان کی مدد کرے گا اور اللہ تعالےٰ کی رضا کا وارث بنے گا۔

(۳) شہوت۔ اس کا ناجائز استعمال بھی دنیا میں بہت فتنہ و فساد کا موجب ہے۔ رمضان کے مہینہ میں آدمی اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت روزہ کی حالت میں اس سے مجتنب رہتا ہے۔

پس اگر وہ اس سے بھی سبق حاصل کر کے اس جذبہ کو جائز حدود کے اندر رکھے گا تو وہ دنیا میں بدامنی پیدا کرنے کی بجائے امن کا داعی بن جائے گا۔

انفرادی اور اجتماعی طور پر امن کے قیام کے اور بھی بہت سے ذرائع ہیں جن پر عمل نہ کرنے سے بُرائی پیدا ہوتی ہے جو آخرالامر بڑھتے بڑھتے دنیا میں بدامنی پیدا کر دیتی ہے ان ذرائع میں سے نماز باجماعت کا ذریعہ اہم ترین ہے جس سے بُرائی دُور ہو کر نیکی پیدا ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے قسمًا تفسیر کبیر میں تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص قلبی لذت سے اور مداومت کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرے گا اس کی اصلاح ہو جائے گی۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر کس قدر بچتہ الایمان ہے اور کلام اللہ کی معجز نمائی پر کس قدر تحدی۔

پس اگر مسلمانوں میں آج یہ چیز پیدا ہو جائے تو اُن کے تمام جھگڑے اور دُکھ درد فوراً دُور ہو جائیں گے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ رمضان کے مبارک مہینہ سے سبق حاصل کر کے وہ اپنی نمازوں کو سنوار کر اور مداومت سے باجماعت ادا کریں۔ نیز نوافل پڑھنے کی عادت ڈالیں کہ ان سے مقامِ محمود حاصل ہوتا ہے۔

اسی طرح دوسری برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے اختیار کرنے میں عزم بالجزم سے کام لے کر رمضان میں حاصل کردہ ٹریننگ سے فائدہ اٹھائیں۔ انشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ایک نئے انسان بن جائیں گے اور اپنے سلف صالحین کی طرح غیر انہیں اپنا رہنما بنانے میں فخر محسوس کریں گے۔ کیونکہ ان کا ہر لمحہ مخلوقِ خدا کی خدمت اور برائی کے استیصال و نیکی کے قیام میں گذرے گا۔ جس میں ان کے اپنے نفسوں کا کوئی دخل نہ ہوگا بلکہ انہیں وہ اپنے بھائیوں کی بے لوث خدمت پر قربان کر دیں گے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح رنگ میں اس مبارک مہینہ میں روحانی ٹریننگ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نیک اعمال کے لئے صحبتِ صادقین کی ضرورت ہے

"خدا کے فضل کے سوا تبدیلی نہیں ہوتی۔ اعمال نیک کے واسطے صحبت صادقین کا نصیب ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ خدا کی سنت ہے ورنہ اگر چاہتا تو آسمان سے قرآن یونہی بھیج دیتا اور کوئی رسول نہ آتا مگر انسان کو عملدرآمد کیلئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ پس اگر وہ نمونہ نہ بھیجتا رہتا تو حق مشتبہ ہو جاتا۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۵ صفحہ ۱۶۵)

تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں اہم تربیتی تقریر

مورخہ ۱۷ر جنوری ۶۵ء کو محترم بابو قاسم دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی معیت میں مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں تشریف لائے۔ سیالکوٹ سے جناب خواجہ حمید اسلم صاحب ایڈووکیٹ بھی ہمراہ تھے۔

تلاوت قرآن پاک جو سکول کے ایک طالب علم عبدالرشید صاحب نے کی۔ عبدالسلام صاحب اختر پرنسپل کالج نے مولانا صاحب کی دیرینہ دینی خدمات کو سراہتے ہوئے بتایا۔ کہ آج کا زمانہ ہمارے سامنے نئے نئے مسائل پیش کرتا ہے۔ اور اگر ہم نے اسلامی نقطۂ نظر سے اِن مسائل کو حل کرنا ہے تو ضروری ہے۔ کہ اسلام کا گہرا مطالعہ کیا جائے۔

مولٰنا ابوالعطاء صاحب نے قرآن کریم کی مختلف آیات کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی تقریر میں اس امر پر زور دیا۔ کہ ہماری زندگیاں اسلامی اتحاد اور یگانگت کا نمونہ ہونی چاہئیے۔ آپ نے اسلامی تاریخ سے مختلف مثالیں پیش کیں کہ کس طرح ہمارے اسلاف نے علم کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاق اور رُوح کی جلا کے سامان بھی کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں برتری عطا فرمائی۔ آخر میں قاضی محمد بشیر صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ دُعا کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

سٹاف سیکرٹری۔ کالج گھٹیالیاں

اعلان دار القضاء

مکرم سید سمیع اللہ صاحب صادق ساکن ۸/۳۱۹ کہکشاں ماڈل کالونی کراچی ۲۷ نے لکھا ہے کہ میرے والد محترم حضرت سید محمد صادق علی صاحب پنشنر فارسٹ رینجر مورخہ ۲۷ / $\frac{9}{64}$ کو وفات پا گئے تھے۔ مرحوم کی جو رقم امانت تحریک جدید کھاتہ $\frac{۲۹۲۳}{۲۱۰۸۹}$ میں مبلغ ۵۲۹۷/۸۳ روپے اور امانت صدر انجمن احمدیہ کھاتہ $\frac{۳۳}{۸۱۰۵۵}$ میں مبلغ ۸۲/۶۸ روپے موجود ہے۔ وہ مرحوم کے شرعی ورثاء میں تقسیم کر دی جائے۔ اور یہ کہ بیوہ کے علاوہ مرحوم کے مندرجہ ذیل ورثاء ہیں:۔

(۱) ڈاکٹر ایس۔ ایچ۔ یو۔ صادق صاحب اسسٹنٹ پروفیسر لیاقت میڈیکل کالج جام شورو (سندھ)

(۲) سید سمیع اللہ صادق صاحب ۸/۳۱۹ کہکشاں ماڈل کالونی کراچی ۲۷

(۳) سیدہ شمس النساء صاحبہ۔ (۴) سید مطیع اللہ صادق صاحب۔

(۵) سید مجیب اللہ صادق صاحب ساکنان ۱۱۰۔ اوکس فیلڈ روڈ لندن۔ ایس ڈبلیو ۱۸۔ اور

(۶) سیدہ صادقہ وسیمہ صاحبہ۔ ۴ علی مینشن پہلی منزل عثمانیہ کالونی کراچی ۱۸

اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو ایک ماہ تک اطلاع دی جائے ورنہ اسلامی قانون کے مطابق یہ متروکہ رقم ان ورثاء میں تقسیم کر دی جائے گی۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

گمشدہ رسید بک

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور کی ایک کتاب جس میں ۲۰۱ تا ۲۵۰ رسیدیں ہیں گم ہو گئی ہے۔ احمدی طلباء اور باقی جماعت کے دوست ان رسیدوں پر عطیہ ادا نہ کریں۔

سیکرٹری احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن۔ لاہور

تلاش گمشدہ

حافظ محمد بخش والد احمد بخش صاحب کچھ عرصہ سے لاپتہ ہیں۔ جس دوست کو علم ہو مندرجہ ذیل پتہ پر جواب دے کر ممنون فرما دیں۔ کیونکہ حافظ صاحب کی والدہ صاحبہ بہت پریشان ہیں۔

(خان محمد ٹیچر محلہ دار البرکات ربوہ)

درخواستہائے دُعا

- جماعت احمدیہ چک ۱۹۳ لاٹھیانوالہ کے تین مخلص افراد ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں۔

(حکیم رحیم بخش پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک $\frac{۱۹۳}{R.B}$ ۔ لاٹھیانوالہ)

- میری والدہ صاحبہ ۴ ماہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ (عبدالسلام احمدی۔ ڈنگہ ضلع گجرات)
- خاکسار کے دوست نسیم احمد خالد کو حادثہ میں شدید چوٹیں آئی ہیں۔ (احمد حسین فیلڈ سپروائزر اسلام آباد)
- خاکسار کے والد صاحب بیمار ہیں۔ نیز لڑکی بھی بیمار رہتی ہے (عبدالرحیم سکنہ محمود آباد جہلم)
- خاکسار کو ٹائیفائیڈ بخار ہو گیا ہے۔ (مبشر احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ، چنیوٹ)
- خاکسار کے والد بابو عبدالرحمٰن صاحب پوسٹل کلرک ربوہ کچھ عرصہ سے بعارضہ بخار اور کھانسی بیمار چلے آ رہے ہیں۔ آجکل تکلیف زیادہ ہے (محمد اکرم کلرک دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ) احباب ان سب کے لئے دُعا فرما دیں۔

معاونین خاص مسجد احمدیہ زیورک (سوئٹزرلینڈ)

ذیل میں ان مخلصین کے اسماء گرامی تحریر کئے جاتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے مسجد احمدیہ زیورک (سوئٹزرلینڈ) کی تعمیر کے لئے اپنی یا اپنے مرحومین کی طرف سے تین صد روپیہ یا اس سے زائد تحریک جدید کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدُنیا والآخرۃ۔ دیگر مخلصین بھی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر دائمی ثواب حاصل کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم۔

نمبر	نام	رقم
۳۲۸	محترمہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ اہلیہ میاں عبدالحکیم صاحب ۲۴۔ میکلوڈ روڈ۔ لاہور	۳۰۰۔۔۔۰۰ روپے
۳۲۹	مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب جٹ دولم۔ کاہلواں ضلع سیالکوٹ	۳۰۰۔۔۔۰۰ ″
۳۳۰	″ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب بھٹہ۔ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ منجانب والد صاحب چوہدری فضل کریم صاحب مرحوم	۳۰۰۔۔۔۰۰ ″
۳۳۱	ایک احمدی خاتون بذریعہ ڈاکٹر ایس اے صوفی صاحب سرگودھا۔	۳۰۰۔۔۔۰۰ ″
۳۳۲	مکرم خواجہ حمید احمد صاحب بھکر ضلع میانوالی منجانب والد خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم سابق ایڈیٹر الفضل قادیان	۳۰۰۔۔۔۰۰ ″
۳۳۳	محترمہ ذکیہ خاتون صاحبہ کراچی	۳۳۰۔۔۔۰۰ ″
۳۳۴	″ ہاجرہ بیگم صاحبہ والدہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کراچی	۳۰۰۔۔۔۰۰ ″

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

میری والدہ مرحومہ

(محمد یونس صاحب ویلفیئر انسپکٹر ریلوے)

میری والدہ صاحبہ مرحومہ $\frac{11}{64}$/۲۰ کو بمقام کوئٹہ میرے برادر بزرگ میاں عبدالحق صاحب جنجوعہ کے ہاں اپنے مولیٰ سے جا ملیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کا نام رحیم بی بی تھا اور وہ عزیز الدین صاحب امین آبادی مرحوم مغفور کی سب سے چھوٹی لڑکی تھیں۔ ہمارے خالو ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب امرتسری مرحوم مغفور سب سے پہلے احمدیت سے مشرف ہوئے اور ان ہی کی وجہ سے ہمارے ننھیال میں احمدیت کا چرچا ہوا۔ ہمارے والد صاحب کا انتقال اسوقت ہوا جبکہ ہماری والدہ محترمہ ابھی اٹھیر پن میں تھیں انکی پیدائش ۱۸۹۰ء کے قریب کی تھی انہیں شروع ہی سے دینی ماحول اپنے والدین کے گھر میں میسر آیا۔ اگرچہ ہمارے ماموں احمدیت سے دور رہی ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے نانا صاحب محکمہ تعلیم سے تعلق رکھتے تھے اس لئے اس زمانہ کے رواج کے مطابق قرآن کریم کتاب کریما اور ایسی ہی چند دینی کتب اُنہیں یاد تھیں۔ اور اپنی فرصت کے ایام میں وہ مجھے کریما کے ابتدائی شعر اکثر سنایا کرتی تھیں۔ دینداری اور تقویٰ اُن کا ہمیشہ سے شعار رہا۔

ہمارے خالہ زاد بھائی ڈاکٹر محمد لطیف صاحب آف جے پور سے اُنہیں بہت ہی پیار تھا۔ اور وہ اکثر ہم سب کے لئے اور خصوصاً اُن کے لئے دعائیں کیا کرتی تھیں۔

جے پور میں وہ اپنی زندگی میں کئی بار تشریف لے گئیں اور ڈاکٹر صاحب موصوف نے اُن کی ہم سے بھی بڑھکر خدمت کی اور اُن کی نیم شبی کی دعاؤں سے حصہ پایا۔

وہ ہمیشہ خالو جان مرحوم و مغفور کی تعریف کیا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ احمدیت کی جو روشنی اور جو خلق انہوں نے اِن سے دیکھا وہ اور کسی میں نہ دیکھا۔ اکثر ان کی سادہ طبیعت اور خلوص کا ذکر کیا کرتی تھیں۔

نماز تہجد کی تقریباً ۲۰ سال سے بہت پابند تھیں۔ اور دعاؤں کا لمبا سلسلہ جاری رکھتی تھیں۔

آج جب وہ بابرکت وجود ہم میں نہیں رہا تو ہم اُن نیم شبی کی دُعاؤں سے محروم ہو گئے۔ میری اہلیہ نے جو قریشی عبدالحق صاحب آف راولپنڈی کی دختر ہیں اُن کی دل بھر کر خدمت کی۔ اور بہت سی دعاؤں سے متمتع ہوئیں۔

اسی طرح میاں عبدالحق صاحب نے ہم تینوں بھائیوں میں سب سے بڑھ کر اور میری دونوں بھاوجوں نے بھی خدمت میں خاص حصہ لیا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ آمین

آخر میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُن کی رُوح کو تسکین دے اور اُنہیں اپنے جنت النعیم میں داخل فرما دے۔ آمین۔

وصایا

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

نمبر ۱۳۴۵۹

میں سعید احمد ولد حبیب احمد قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۹ء ساکن حسین پور۔ ڈاکخانہ احمد پور ضلع الہ آباد صوبہ یوپی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے (۱) کھیت مشترکہ بارہ بیگھہ جس میں پانچ کا میں موصی حصہ دار ہے میرے حصہ کی کل قیمت اٹھارہ سو روپیہ ہے۔ (۲) ایک کارخانہ ربڑ مالیتی دو ہزار روپیہ ہے کل قیمت جائداد غیر منقولہ مبلغ تین ہزار آٹھ سو روپیہ ہوتی ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اگر اس کے علاوہ اور کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا علاوہ ازیں مجھے مبلغ ڈیڑھ صد روپیہ ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ مذکورہ صدر جائداد غیر منقولہ میں سے اگر کوئی حصہ جائداد یا اس کی قیمت بمد وصیت اپنی زندگی میں ادا کر کے رسید حاصل کروں تو اس قدر رقم بمد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم العبد سعید احمد موضع حسین پور۔ حال مقیم ۱۵۰ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱۔ گواہ شد انوار احمد ۳/۲ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱۔ گواہ شد راقم الحروف محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر حال وارد کلکتہ۔ گواہ شد محمد رفیع ۱۵۰ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱۔

نمبر ۱۳۴۶۸

میں سید حسین ولد غوثو میاں قسم احمدی پیشہ پوسٹل سروس عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ہبلی۔ ڈاکخانہ خاص ضلع دھارواڑ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو مجھے سرکاری ملازمت میں مبلغ ترانوے روپے پچاس پیسے ماہوار ملتے ہیں میں اپنی اس آمد یا آئندہ جو بھی ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد سید حسین موصی۔ گواہ شد۔ حضرت صاحب منڈاسگر صدر جماعت احمدیہ ہبلی میسور ۱/۱۰/۶۴۔ گواہ شد۔ عبد الرزاق کتور احمدی ساکن ہبلی میسور

نمبر ۱۳۴۶۹

میں مصطفی الکمال ولد حکیم عبد الرحمن صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت ریلوے عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۱ء ساکن ہبلی ڈاکخانہ خاص ضلع دھارواڑ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ریلوے کی ملازمت میں مجھے ۱۶۳/- روپیہ ملتی ہے میں اپنی اس آمد یا آئندہ زندگی میں جو بھی آمد ہوگی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، العبد۔ مصطفی الکمال موصی۔ گواہ شد عبد الرزاق کتور احمدی ساکن ہبلی میسور۔ گواہ شد حکیم عبد الرحمن والد موصی سکنہ ہبلی میسور ۱/۱۰/۶۴ء

نمبر ۱۳۴۷۰

میں محمد اقبال ولد حضرت صاحب منڈاسگر قوم احمدی پیشہ طالب علمی عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ہبلی ڈاکخانہ خاص ضلع دھارواڑ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۰/۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے بہ لحاظ نہ ہی میری کوئی مستقل آمد ہے کیونکہ میں اس وقت تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے مبلغ چار روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں اس کے یا آئندہ مجھے جو آمد ہو کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد محمد اقبال موصی گواہ شد حضرت صاحب منڈاسگر صدر جماعت احمدیہ ہبلی میسور۔ گواہ شد عبد الرزاق کتور احمدی سکنہ ہبلی میسور۔

۱/۱۰/۶۴ء

PSALMS OF AHMAD.

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو اشعار کا منظوم انگریزی ترجمہ

غیر از جماعت احباب کو تحفہ دینے کے لئے اور ادبی ذوق رکھنے والے حضرات کے لئے نادر تحفہ۔ قیمت دس روپے صرف۔ ملنے کا پتہ:۔

ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز۔ ربوہ

اعلان نکاح

مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۴ء بروز بدھ بعد نماز فجر مسجد دار الرحمت غربی میں مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے میرے بیٹے عزیز محمد الرشیق آصف کلرک دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ ثریا بیگم صاحبہ بنت مکرم غلام حیدر صاحب محلہ دار النصر ربوہ سے بعوض مبلغ آٹھ صد روپیہ مہر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر دو خاندانوں کے لئے بابرکت اور خوشی کا موجب بنائے۔ آمین۔

(خاکسار احمد دین۔ کارکن اورنٹیل کارپوریشن گولبازار ربوہ)

نمبر ۱۳۴۷۳

میں نبھی بی زوجہ حضرت صاحب منڈاسگر قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۲ء ساکن ہبلی ڈاکخانہ خاص ضلع دھارواڑ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں میری جائداد منقولہ حسب ذیل ہے۔ (۱) حق مہر ۲½ صد روپیہ جو میرے شوہر کے ذمہ ہے (۲) زیور نکلس ایک عدد وزنی قریباً پونے دو تولے قیمت اندازاً ۲۸۰/- روپے۔ گویا میری کل جائداد ۵۳۰/- روپیہ کی ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گی یا جو جائداد میری وفات کے وقت ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ نبھی بی۔ موصیہ گواہ شد۔ حضرت صاحب منڈاسگر۔ صدر جماعت احمدیہ ہبلی میسور گواہ شد غوثو میاں ولد حسین صاحب ساکن محلہ گھراتی ہبلی میسور ۸/۱۰/۶۴ء

نمبر ۱۳۴۷۴

میں حفظ النساء زوجہ میر عبد الجلیل قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن شموگہ ڈاکخانہ خاص ضلع شموگہ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۱۰/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں منقولہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) حق مہر ۵۰۰/- روپے جو میرے شوہر کے ذمہ ہے (۲) زیور چوڑیاں طلائی وزن اندازاً پونے چار تولے قیمت اندازاً ۴۰۰/- روپے۔ گہر طلائی وزن ڈیڑھ تولہ قیمت اندازاً ۵۰۰/- روپے (۳) نکلس وزنی اندازاً ۱½ تولہ قیمت اندازاً دو صد روپیہ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ حفظ النساء موصیہ۔ گواہ شد ایس کے اختر حسین ولد ایس خضر محمود مرچنٹ گاندھی بازار شموگہ۔ گواہ شد سید مدار ولد میر کلیم اللہ صاحب ساکن شموگہ آر ایم ہوڑ سروس۔ گواہ شد:۔ عبد الجلیل ولد میر اکمل صاحب ساکن شموگہ شوہر موصیہ،

ولادت

میرے بڑے بھائی چوہدری انعام اللہ صاحب اختر اسسٹنٹ انجینئر واپڈا خانپور کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا ۱۲ جنوری ۱۹۶۵ء کو عطا فرمایا ہے نومولود مکرم چوہدری عبد الرحمن صاحب سابق امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع ملتان کا نواسہ ہے بزرگان سلسلہ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو درازی عمر عطا فرمائے اور دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

سمیع اللہ خان پور (رحیم یار خان)

اسلام دنیوی اور دینی دونوں معاملات میں زیادتی کو ناجائز قرار دیتا ہے

صرف یہ نہ دیکھو کہ تم کوئی ناجائز کام نہیں کر رہے بلکہ یہ بھی دیکھو کہ تمہاری وجہ سے کسی کو ٹھوکر تو نہیں لگ رہی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیشہ عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنے اور بدی کے امور میں ہرگز تعاون نہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"دینی معاملات میں بھی اسلام نے زیادتی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی بات کی طرف اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے فرماتا ہے

لا یجرمنکم شنآن قوم
ان صدوکم عن المسجد الحرام

کسی قوم کی اس وجہ سے دشمنی کہ اس نے تمہیں حج سے روکا ہے تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس پر زیادتی کرنے لگ جاؤ۔ چاہے کوئی دینی جھگڑا ہو دوسرے پر زیادتی کرنا بالکل ناجائز ہے تم حق کا قانونی مطالبہ کرو۔ لیکن تمہیں یہ اختیار نہیں کہ قانون کو ہاتھ میں لے لو۔ اور حد سے بڑھ جاؤ۔ پھر باقی مسلمانوں کو کہتا ہے کہ

تعاونوا علی البر والتقوی

...... بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مذہبی جوش میں آ کر قوم کی قوم کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور کہتی ہے ہمارے مذہب کی ہتک ہو گئی۔ قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ اگر وہ جوش نیکی پر ہے تو تعاون کرو۔ گویا تقویٰ اور نیکی کی باتوں پر تعاون کیا کرو گناہ اور بدی کی باتوں پر تعاون نہ کیا کرو۔ اگر دنیا اس پر عمل کرنے لگے تو تم خود ہی اندازہ لگا لو کہ کتنا امن ہو جائے۔ پہلی جنگ عظیم اس بات پر ہوئی تھی کہ آسٹریا کا ولی عہد جا رہا تھا کہ اس پر سرویا کے لوگوں نے بم پھینک دیا اور وہ مر گیا۔ اس پر جنگ شروع ہو گئی۔ جس میں انگریز بھی شامل ہو گئے جرمن بھی شامل ہو گئے حالانکہ جس علاقہ میں سے وہ گزر رہا تھا اور جن لوگوں نے اسے مارا تھا حکومت ان پر بڑا ظلم کر رہی تھی۔ تو یہ تعاون بظاہر تو

علی البر والتقوی

تھا لیکن باطن علی الاثم والعدوان تھا۔ کیونکہ لوگوں نے اس ولی عہد کو حکومت کے ظلم کی وجہ سے مارا تھا۔

یہی دوسری جنگ عظیم میں ہوا کہ ساری اتحادی قومیں ہٹلر پر پل پڑیں۔ بہانہ یہ بنایا کہ ہم پولینڈ کی مدد کرنے لگے ہیں ہم پولینڈ کی مدد کرنے لگے ہیں۔ وہ پولینڈ کی کلی مدد تو نہ کر سکے لیکن پولینڈ کی مدد کرتے کرتے انھوں نے جرمنی پر حملہ کر دیا۔ اور اب اس کا یہ خمیازہ بھگت پڑ رہا ہے کہ اس کے بعد روس سے ایسا جھگڑا چھڑا ہے کہ وہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتا ...... امریکہ کو پہلے طاقت کا بڑا دعویٰ تھا لیکن وہ بھی اب کمزور ہو گیا ہے۔ ظاہر میں تو وہ یہ کہتا ہے کہ میں ہر مخالف کا مقابلہ کروں گا لیکن عملی طور پر اس میں کمزوری پائی جاتی ہے دراصل روس نے جو راکٹ پھینکے ہیں ان کا اتنا رعب پڑ گیا ہے کہ امریکہ جو پہلے اپنے آپ کو دنیا کی سب سے بڑی طاقت سمجھتا تھا اپنے آپ کو سیکنڈ گریڈ سمجھنے لگ گیا ہے مگر اصل طاقت خدا تعالےٰ ہی کی ہے چاہے روس ہو یا امریکہ اس کے مقابلہ میں جو طاقت بھی آئے گی تباہ ہو جائے گی۔ ہاں کہتے ہیں خدا تعالےٰ کی لاٹھی میں آواز نہیں. وہ آہستہ آہستہ کام کرتا ہے۔ دیکھو بچہ بھی ایک دن میں پیدا نہیں ہو جاتا وہ بھی نو ماہ میں پیدا ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فیصلے آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے ہیں لیکن جب بھی وہ ظاہر ہوں گے حق ہی ظاہر ہوگا۔ اور جب تک وہ ظاہر نہیں ہوتے اس وقت تک انسان کو انتظار کرنا پڑے گا اور سمجھنا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کا جو فیصلہ ہوگا وہی اچھا ہوگا پس ہم کو اپنے کاموں میں ہمیشہ عدل و انصاف سے کام لینا چاہیئے چاہے دینی معاملہ ہی ہو ہمیں اپنے مخالف سے سختی نہیں کرنی چاہیئے اور ایسا جوش ظاہر نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ طیش میں آکر اور گمراہ ہو جائے اگر کوئی شخص ہماری غلطی کی وجہ سے طیش میں آتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے تو اس کا گناہ ہمیں بھی ہوگا۔ حضرت مسیح ناصری نے کہا ہے کہ وہ شخص جس کی وجہ سے کسی انسان کو ٹھوکر لگتی ہے وہ بھی بدقسمت ہے پس تم صرف یہ نہ دیکھو کہ تم کوئی ناجائز کام نہیں کر رہے ہو بلکہ یہ بھی دیکھو کہ تمہاری وجہ سے کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ کیونکہ اگر تمہارے کسی فعل کی وجہ سے کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو تم خدا تعالےٰ کے سامنے جوابدہ ہو گے"

(الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۵۹ء)

محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد عبدالرشید صاحب مرحوم آف کوئٹہ وفات پاگئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ — نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد عبدالرشید صاحب مرحوم آف کوئٹہ رحیم یار خان سے ۱۶ میل کے فاصلے پر مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۶۵ء مطابق ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ کار کے حادثہ میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

محترم ڈاکٹر محمد عبدالرشید صاحب مرحوم جنہوں نے ۱۹۶۲ء میں کوئٹہ میں وفات پائی تھی۔ محترم منشی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی مرحوم کے فرزند تھے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے پھوپھا تھے۔

محترمہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر عبدالرشید صاحب مرحوم اپنے بچوں کے ہمراہ لاہور سے بذریعہ موٹر کار کوئٹہ تشریف لے جا رہی تھیں رحیم یار خان سے ۱۶ میل ورے ٹائر پھٹ جانے کی وجہ سے موٹر بے قابو ہو کر ایک درخت سے ٹکرائی اور اس نے دو تین پلٹے کھائے۔ مرحومہ زخموں کی تاب نہ لا کر وفات پاگئیں۔ ان کے فرزندان میں سے ڈاکٹر عین النعیم صاحب کی ہنسلی کی ہڈی اور بعض پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ نیز ان کے چھوٹے بھائی سلیم صاحب کو بھی ضربات آئی ہیں اور چھوٹی بہن بھی زخمی ہو گئی ہیں۔ یہ دونوں بھائی نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج ہیں۔ احباب ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں.

مرحومہ کے صاحبزادگان فلائٹ لفٹیننٹ عبدالقدیر صاحب۔ میجر عبدالسمیع صاحب اور عبدالکریم غازی صاحب مورخہ ۲۳ جنوری کو ان کا جنازہ ربوہ لائے۔ عشاء اور تراویح کی نماز کے بعد محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرے جا کر مرحومہ کی نعش کو وہاں دفن کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا شمس صاحب نے دعا کرائی۔ مرحومہ اپنے خاوند محترم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب مرحوم کی طرح نہایت نیک مخلص اور سلسلہ کی خاطر قربانی کرنے والی خاتون تھیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مرحومہ کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام قرب سے نوازے نیز آپ کی اولاد اور تمام دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو آمین۔

سر ونسٹن چرچل انتقال کر گئے

انہیں ۳۰ جنوری کو شاہی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا جائیگا

لندن ۲۵ جنوری۔ سر ونسٹن چرچل کل یہاں انتقال کر گئے ان کی موت کی اطلاع ان کے قریبی دوست ڈاکٹر لارڈ موران نے برطانیہ کے وقت کے مطابق ۸ بجکر ۳۵ منٹ پر اور مغربی پاکستان کے وقت کے مطابق ایک بجے دی۔ برطانیہ کے ۹۰ سالہ مدبر اور دوسری جنگ عظیم کے ممتاز ہیرو گزشتہ دس روز تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہے ۱۵ جنوری کو دماغ کی شریان پھٹنے سے خون جم گیا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ چرچل کی موت کی خبر آن واحد میں انگلستان اور پوری دنیا میں پھیل گئی۔ ان کی وفات لندن میں ان کی ذاتی رہائشگاہ ۲۸ ہائیڈ پارک میں ہوئی۔ ان کی موت کے بلیٹن پر لارڈ موران نے دستخط کئے معاً بعد ان کے مکان کے دروازے پر کھڑے صحافیوں۔ ٹیلی ویژن کارکنوں اور خبر رساں ایجنسیوں کے نمائندوں نے اس خبر کو چار دانگ عالم میں پھیلا دیا اس وقت بوندا باندی ہو رہی تھی لیکن ہزاروں لوگ اپنے ہیرو کے دم واپسیں کی اطلاع حاصل کرنے کے لئے رات بھر سے دروازے پر جمع تھے۔ موت کی خبر پاتے ہی وہ لوگ غم زدہ ہو گئے اور رفتہ رفتہ لندن کی گلیاں سوگواروں کے ہجوم سے بھر گئیں۔ حکومت پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ چرچل کے سوگ میں آج پیر کے روز پاکستان کا قومی پرچم سرنگوں رہے گا۔ صدر ایوب خان نے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو ہدایت کی ہے کہ وہ سر ونسٹن چرچل کے جنازے میں پاکستان کی نمائندگی کریں وہ نیو یارک سے جمعہ کو لندن پہنچیں گے، اس صدی کے عظیم مدبر سر ونسٹن چرچل کو ہفتہ ۳۰ جنوری کو شاہی اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کیا جائے گا اس موقعہ پر برطانیہ اپنی شوکت و سطوت کا پورا پورا مظاہرہ کرے گا۔ اس دن چرچل کے لئے سینٹ پال کیتھڈرل میں دعا کی جائے گی جس کی قیادت ملکہ الزبتھ خود کریں گی۔ انھیں سرکاری اعزازات کے ساتھ دفن کرنے کی اجازت ملکہ الزبتھ نے دی ہے۔

اس سے قبل دو رہنماؤں کو سرکاری اعزازات کے ساتھ دفن کیا گیا ہے ان میں ایک ڈیوک آف ولنگٹن تھے جنہوں نے نپولین کو شکست دی تھی اور دوسرے لبرل پارٹی کے عظیم رہنما مسٹر ولیم گلیڈسٹون ہیں جو ۱۸۹۸ء میں انتقال کر گئے تھے۔ برطانیہ میں یہ سب سے بڑا اعزاز ہے اور صرف شاہی خاندان کے لئے مخصوص ہے!